تار کا پتہ
الفضل قادیان بٹالہ

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۵
قیمت فی پرچہ ۱؎

THE ALFAZL QADIAN

اخبار
ہفتہ میں دوبار

الفضل

قادیان

قیمت سالانہ پیشگی ۸ عہ

ایڈیٹر:- غلام نبی ٭ اسسٹنٹ:- مہر محمد خان ٭

نمبر ۶ | مورخہ ۲ جولائی سنہ ۱۹۲۳ء | مطابق ۵ ذی الحجہ سنہ ۱۳۴۱ھ | جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ بفضلِ خدا خیریت سے ہیں ٭

دارالامان میں عید اضحیٰ کا چاند ۱۵ جون کی شام کو دیکھا گیا۔ اس حساب سے ۲۵ جولائی کو عید ہو گی ٭

دینا نگر ضلع گورداسپور میں جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کا تخشیش رائے آریہ سے بہت کامیاب مباحثہ ہوا۔ آریہ مناظر کوئی معقول جواب نہ دے سکا۔ مضمون "قرآن کریم الہامی ہے یا وید" تھا۔ ہماری جماعت کے بہت سے لوگ پہنچ گئے تھے۔ مقامی مسلمانوں نے بھی بہت دلچسپی ظاہر کی ٭

امریکہ میں تبلیغ اسلام

(نوشتہ مولوی محمد دین صاحب بی اے۔ مبلغ اسلام)

۸ راپریل کو گیارہ بجے اتوار کے روز حسب معمول اجلاس ہوا۔ کوئی پینتیس ۳۵ کے قریب نومسلم مرد و عورت حاضر تھے حضرت مفتی صاحب نے اول ارکان اسلام و احمدیت جو ہر احمدی کو جاننے ضروری ہیں۔ حاضرین کو بتلائے۔ اور ان کو سبق کے طور پر سوال و جواب کے طریقہ پر ذہن نشین کرائے یہ لوگ عربی لہجہ و آواز و حروف سے ناآشنا ہیں۔ ان کی زبان پر ان الفاظ کا چڑھنا بڑا مشکل ہے۔ ہم اپنے تجربہ سے جانتے ہیں کہ ہندوستان میں انگریز لوگ برسوں رہتے ہیں۔ اور باوجود چاروں طرف سے اردو کے اثرات کے پھر بھی بمشکل ہم تم ادا کر سکتے ہیں۔ یہاں بیچارے ان لوگوں کو ہفتہ میں صرف دو یا ڈیڑھ گھنٹہ کے لئے جمع ہونے کا وقت مل سکتا ہے۔ اور اسی میں ہی ان کو ان اسباق کے علاوہ واقعات حاضرہ۔ مختلف اسلامی مسائل پر گفتگو سنانی پڑتی ہے۔ نماز باقاعدہ پڑھا کر سکھائی جاتی ہے۔ وہ بھی ان مشکلات کو سمجھتے ہوئے بڑے استقلال سے لگے ہوئے ہیں۔ باوجود الفاظ کے زبان پر نہ چڑھنے کے بار بار ان کو ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس تعلیم و تدریس کے بعد حضرت مفتی صاحب نے ان کو اسلامی اخوۃ پر ایک مختصر سا لیکچر دیا جسمیں آپ نے بتلایا کہ کس طرح ایک شخص مسلمان ہو کر بادشاہ کے کندھے سے کندھا ملا کر بلکہ اس کے آگے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے۔ امام بن سکتا ہے۔ حاکم بن سکتا ہے۔ اور رنگت کا فرق اسلامی ممالک میں بالکل نہیں ٭

اسکے بعد آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ ہندوستان سے جو نئے مشنری تشریف لائے ہیں۔ وہ حضرت خلیفۃ المسیح کا پیغام آپ لوگوں کو سنانا چاہتے ہیں۔ اس پر میں نے

ان کو بسم اللہ کے ایک معنوں کی طرف توجہ دلائی ۔ اور ان مختصر الفاظ کے معنی اور اہمیت ان کے ذہن نشین کرنے کی کوشش کی ۔ حضرت مفتی صاحب نے پھر اس پیغام کا اعادہ اپنی دوسری تقریر میں کیا ۔ اور حضرت صاحب کے الفاظ کی بہت توضیح کی ۔

اس کے بعد جلسہ برائے نماز ظہر برخاست ہوا ۔ نماز ظہر کے بعد کھانا کھا کر پھر دوسرا لکچر حضرت مفتی صاحب کا حضرت Confucius کے سوانح پر ہوا ۔ جو ایک گھنٹہ تک رہا ۔ لکچر کے اثناء میں حضرت مفتی صاحب نے اسلام اور سلسلہ کی تبلیغ اچھی طرح کی ۔ اور لکچر کے بعد بہت دیر تک سوالات کا سلسلہ جاری رہا ۔ بعض میرے ساتھ بھی بہت دیر تک گفتگو کرتے ۔ اور اسلام اور سلسلہ کے متعلق خاص دلچسپی کا اظہار کرتے رہے ۔

ہفتہ گذشتہ میں دو اصحاب نے جو پہلے عیسائی تھے ۔ دین اسلام قبول کیا ۔ اور سلسلہ حقہ احمدیہ میں داخل ہوئے ایک کا نام مسٹر میلوں ہاٹ من تھا ۔ اسلامی نام شریف رکھا گیا ۔ اور دوسرے کا نام ولیم جو تھا ۔ اسلامی نام یوسف رکھا گیا ۔

مسجد میں جو ہفتہ وار اجلاس ہوتے ہیں ۔ وہ بہت کامیاب رہے ۔ پہلے جلسہ میں خاصہ مجمع تھا ۔ اور دوسرے اجلاس میں شہر کے دور کے حصوں سے لوگ آئے ۔ ایک پادری صاحب جو انگیز ۔ ڈی ڈی ہیں ۔ وہ بھی شامل جلسہ تھے ۔ بعد از لیکچر انہوں نے حضرت مفتی صاحب کے مضمون اور طرز بیان اور سلاست زبان کی تعریف کی اور کہا کہ میں نے ایسے آدمی کم دیکھے ہیں ۔ جو دقیق مذہبی مسائل کو ایسی طرح واضح کردیں ۔ کہ بچے بھی سمجھ جاویں ۔

اس ہفتہ میں مجھے اور حضرت مفتی صاحب کو دو مختلف جگہوں میں جانا پڑا ۔ اور ہر دو جگہ ہمارے لیکچر ہوئے ۔ حضرت مفتی صاحب کا لیکچر انگل ہال میں ہوا اور میرا سائیکلو جیکل سوسائٹی میں ہوا ۔ ہر دو جگہ سامعین کی تعداد معززین اور تعلیم یافتہ لوگوں کی تھی ۔ اور لکچر ہال بھرے ہوئے تھے ۔

اخبار احمدیہ

مرتد شدہ ملکانوں کا قبول اسلام

نو گاؤں کے ٹھاکر لاہوری خان جو مرتد ہو چکے تھے ۔ موضع کھڑدائی میں کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے اور اکرن کے ٹھاکر ساتو نیا خان کہ یہ بھی مرتد ہو گئے تھے ۔ موضع صالح نگر میں ہمارے مبلغین کے ذریعہ کلمہ طیبہ پڑھ کر داخل اسلام ہو گئے ہیں ۔

خاکسار چودھری فتح محمد خاں سیال ایم ۔ اے ۔ امیر احمدی وفد المجاہدین قادیان ۔ نائی کی منڈی آگرہ

ایک دھوکہ باز

ایک شخص گورا رنگ چیچک رو ۔ تمک کا ایک حصہ بیٹھا ہوا ۔ درمیانہ قد دبلا پتلا جسم ۔ اپنے آپ کو نو مسلم (عیسائی) ظاہر کرتا ہے ۔ انگریزی خاصی بولتا ہے ۔ احباب ہوشیار رہیں ۔ مجھ اخویم سرفراز خاں صاحب احمدی اکوئنٹنٹ ملٹری ورکس نوشہرہ کے مبلغ ۲۹ روپیہ نقد ایک کوٹ اور ایک واسکٹ پشاور سے لیکر رفو چکر ہے ۔ پشاور میں صابن سازی کا کام شروع کرنے کے واسطے یہ رقم حاصل کی تھی

شیخ احمد اللہ احمدی امیر جماعت نوشہرہ

ضلع امرتسر کے احمدی احباب کو اطلاع

قاضی عبد الحمید صاحب احمدی بی ۔ اے ایل ایل بی وکیل خلف الرشید جناب ڈاکٹر قاضی کرم الٰہی صاحب امیر جماعت احمدیہ امرتسر جنہوں نے پچھلے سال کچھ عرصہ کے لئے عارضہ چشم کی وجہ سے پریکٹس ترک کردی تھی پھر چند ماہ سے امرتسر میں کام شروع کردیا ہے ۔ جماعت ضلع امرتسر کے احباب کو اگر کسی قسم کی قانونی امداد کی ضرورت ہو تو ان کے مشورہ سے فائدہ اٹھائیں ۔ قاضی محمد بشیر سب اسسٹنٹ سرجن

گمشدہ کی تلاش

خاکسار کا لڑکا مسمی سردار خان عمر ۱۲ سالہ ۔ رنگ گندمی ۔ دراز قد ۔ گھر سے ناراض ہو کر کہیں چلا گیا ہے اس کا پتہ نہیں ملتا ۔ جس بھائی کے پاس پہنچے یا دیگر کسی ذریعہ سے اس کا پتہ ملے ۔ خاکسار کو مطلع فرمائے ۔ ایسے پتہ دینے والے بھائی کو مبلغ پچاس روپیہ کا لٹریچر سلسلہ احمدیہ بطور انعام دیا جائیگا ۔

غلام حسین احمدی پٹواری ۔ مقام احمد نگر تحصیل زیرہ آباد

نور ہاسپٹل کا زنانہ کمرہ

ایک سال سے زیادہ عرصہ سے اس کمرہ کے متعلق چندہ کی تحریک ہو رہی ہے ۔ خدا کے فضل سے اسوقت تک نو سو کے قریب روپیہ اکٹھا ہو گیا ہے ۔ چونکہ اس کمرہ کی اشد ضرورت ہے ۔ اس وجہ سے اس کی تعمیر کا کام شروع کر دیا گیا ہے ۔ مگر تخمینہ خرچ دو ہزار کے قریب ہے ۔ اسلئے احباب اور خصوصاً احمدی بہنیں اس رقم کو پورا کرنے کی کوشش فرماویں ۔

افسر نور ہاسپٹل قادیان دار الامان

۵۸ افراد داخل احمدیت ہوگئے

جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی بحکم ناظر صاحب تالیف و اشاعت فیض اللہ چک نے بھیل پاس متصل قادیان ایک کام کے لئے گئے ۔ جہاں ان کے وعظ و نصائح سے ۵۸ مردوں عورتوں نے بیعت کرکے احمدیت میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کی ۔ ان کے نام فہرست نو مبایعین میں شائع ہونگے ۔

یکہ بانوں کے متعلق اعلان

فیچاں اور ڈگی یکہ بان قادیان کے متعلق سواریوں کو تنگ کرنے کی وجہ سے اعلان کیا جا چکا ہے کہ ان کے یکہ یا ٹانگہ پر کوئی سوار نہ ہو ۔ یہ اعلان ابھی تک برقرار ہے ۔ احباب کو اس کا خیال رکھنا چاہیئے ۔ ناظر امور عامہ ۔ قادیان ۔

احمدیہ دار التبلیغ آگرہ کا پتہ

مجاہدین علاقہ ارتداد کا مرکزی پتہ اب حسب ذیل ہے :- احمدیہ دار التبلیغ ۔ نائی کی منڈی کوٹھی نمبر ۳۵ ۔ آگرہ ۔

ولادت

شیخ علی بخش صاحب سکرٹری جماعت احمدیہ بھوپال کے اہل و عیال قادیان میں ہیں ۔ ۱۵ / جون کو خداوند کریم نے لڑکا دیا ۔ نام عبد السلام رکھا گیا ۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے

درخواست دعا

مولوی عبد الرحمن صاحب سکرنڈ ضلع نوابشاہ (سندھ) سے درخواست کرتے ہیں

الفضل (بسم اللہ الرحمن الرحیم)

یوم جمعہ - قادیان دارالامان - مورخہ ۲۰ جولائی سنہ ۱۹۲۳ء

عید اضحیٰ اور گائے کی قربانی

اسلام کے وقار اور شان کے اظہار کا موقع

اسلام کی خوبیوں میں سے ایک بہت بڑی خوبی جس کا عشر عشیر بھی کسی اور مذہب میں نہیں پایا جاتا - یہ ہے کہ اسلام نے تمام انسانی افعال اور اعمال کی بنیاد نیت کی پاکیزگی پر رکھی ہے - چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے - انما الاعمال بالنیات کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے - یعنی جس نیت و ارادہ سے انسان کوئی فعل کرتا ہے - اسی کے ماتحت اس کے اجر کا مستحق ہوتا ہے - اگر انسان نیک نیتی سے کوئی کام کرتا ہے - تو خواہ وہ کام بظاہر کیسا ہی نظر آئے - خدا تعالےٰ کے نزدیک انسان اجر کا مستحق ہوگا - اور اگر نیت بخیر نہ ہو - تو ظاہر میں خواہ کوئی فعل اچھا ہی نظر آئے - خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ اچھا نہیں سمجھا جائیگا - اور اسکی سزا بھگتنی پڑیگی ٭

دنیا میں اگرچہ انسانوں کے لئے بعض اوقات دوسرے انسان کی نیت اور ارادہ کے اچھے یا بُرے ہونے کا فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے - لیکن پھر بھی جس امر کے متعلق ثابت ہو جائے - کہ نیک نیتی اور اچھے ارادے کے ماتحت کیا گیا ہے - یا یہ کہ اس میں کسی بُری نیت اور بد ارادہ کا دخل نہیں تھا - تو خواہ اس کا نتیجہ کیسا ہی تکلیف دہ نکلے - اسکے کرنیوالے کو مجرم نہیں قرار دیا جاتا - مثلاً بعض اوقات ایسا ہوتا ہے - کہ ایک شخص کی یہ نیت نہیں ہوتی - کہ دوسرے کو کوئی دکھ یا تکلیف دے - لیکن اس کے کسی فعل سے دوسرے کو تکلیف پہنچ جاتی ہے - ایسی صورت میں اسے ملزم نہیں ٹھیرایا جاتا - اور اس امر کو مدنظر رکھ کر کہ اسکی نیت تکلیف پہنچانے کی نہ تھی - جہانتک ممکن ہو یہی کوشش کیجاتی ہے کہ اُسے معذور سمجھا جائے - برخلاف اسکے اگر یہ ثابت ہو جائے کہ نیت اور ارادہ سے تکلیف دی گئی - اور نقصان پہنچایا گیا ہے - تو خواہ قبل الذکر صورت کی نسبت بہت ہی کم تکلیف پہنچے - تو بھی تکلیف پہنچانیوالا مجرم قرار دیا جاتا - اور اُسے سزا دینے کی ضرورت سمجھی جاتی ہے -

اس سے ظاہر ہے کہ جہانتک انسانی طاقت میں نیت کے اچھے یا بُرے ہونے کا اندازہ لگانا ہے - وہاں تک اس کا ضرور خیال رکھا جاتا ہے - اور جب انسان اس بات کا خیال رکھتے ہیں - تو خدا تعالیٰ جو کہ علام الغیوب اور باریک سے باریک باتوں اور پوشیدہ سے پوشیدہ ارادوں کو جانتا ہے - وہ کیوں انسانی افعال کا فیصلہ نیتوں پر نہ رکھتا - یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اس بات پر خاص زور دیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے حضور انسان ثواب یا عذاب کا مستحق اپنے اعمال کی ظاہری شکل کی وجہ سے نہیں ہوگا - بلکہ اپنی نیتوں کے اچھے یا بُرے ہونے کے باعث ہوگا - اگر ایک شخص ساری عمر عبادت کرتا رہتا ہے مگر اسکی نیت یہ ہوتی ہے کہ لوگ مجھے پارسا سمجھ کر میرے پھندے میں پھنسیں - تو اس کی ساری عبادت خدا تعالیٰ کے حضور پر پشہ جتنی وقعت بھی نہیں رکھیگی - اسی طرح اگر ایک شخص لاکھوں روپیہ خیرات کے نام سے لوگوں میں تقسیم کر دیتا ہے مگر اسکی نیت یہ ہوتی ہے کہ دنیا میں بڑائی اور شہرت حاصل کرے - تو اسکے لاکھوں روپے اس شخص کے ایک پیسہ کے برابر بھی حقیقت نہیں رکھینگے - جس نے محض خدا تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کسی کو دیا -

پس جبکہ تمام انسانی اعمال کا نتیجہ نیتوں کے ماتحت مرتب ہوگا اور اسلام نے اسپر خاص طور پر زور دیا ہے - اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات اپنے پیرووں کے ذہن نشین کرنے کی بہت کوشش فرمائی ہے - تو ہر ایک مومن کا فرض ہونا چاہیئے - کہ کسی فعل کے کرنے سے قبل دیکھ لے کہ اسکی نیت کیا ہے - نیت میں کوئی نقص تو نہیں - وہ فعل محض خدا تعالیٰ کی رضامندی کے لئے کرنے لگا ہے یا اسمیں اسکی کوئی نفسانی خواہش بھی پائی جاتی ہے - اگر نفسانی خواہش کی ذرا بھی ملونی معلوم ہو - تو اس سے نیت کو پاک کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے - ورنہ وہ فعل بنفسہٖ خواہ کیسا ہی اعلےٰ کیوں نہ ہو اسکے حبط ہو جانے کا خطرہ ہے ٭

اسوقت ہمیں مسلمانوں کو اس امر کی طرف متوجہ کرنے کی ایک خاص ضرورت پیش آئی ہے - اور وہ یہ کہ بعض حلقوں میں یہ تحریک ہو رہی ہے کہ اس سال عید اضحیٰ کے موقع پر مسلمانوں کو خصوصیت سے گائے کی قربانی کرنی چاہیئے - یہ درست ہے - کہ مسلمانوں کو گائے کی قربانی کا مذہبی طور پر حق ہے - اور یہ بھی درست ہے کہ تاوقتیکہ ہندو صاحبان کسی مناسب سمجھوتہ پر عمل نہ کریں - اس حق سے دست بردار نہیں ہونا چاہیئے - لیکن اس سال گائے کی قربانی کرنے پر زور دینا کسی صورت میں بھی مناسب نہیں ہے - اسکی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ اس طرح قربانی کرنیوالوں کی نیت میں اس جذبہ انتقام کا کچھ نہ کچھ ضرور دخل ہوگا - جس کے ماتحت گائے کی قربانی کی خاص تحریک کی جا رہی ہے - اور اس طرح نیت اُس خالص اور پاک نہیں رہیگی - جو قربانی جیسے عظیم الشان حکم کیلئے لازمی ہے - بلکہ اسمیں نفسانیت کا شائبہ پایا جائیگا جو اس ثواب اور اجر سے محروم کر دیگا جس کی توقع ہر اس شخص کو ہوتی ہے جو قربانی کرتا ہے - اس بات کو مدنظر رکھ کر ہم مشورہ دینگے کہ اس سال جسقدر بھی ممکن ہو گائے کی قربانی سے پرہیز کیا جائے اور اسکی بجائے دوسرے جانوروں کی قربانی دیجائے جو لوگ اتنی وسعت نہیں رکھتے وہ بیشک گائے کی قربانی کریں مگر اس بات کا ضرور خیال رکھیں کہ محض قربانی کی نیت اور ارادہ سے کریں کسی کی دل آزاری مقصد نہ ہو تاکہ ثواب سے محروم نہ رہیں ٭

دوسری وجہ گائے کی قربانی پر اس سال زور دینے کی یہ ہے کہ ہندو صاحبان اپنے لیڈروں کی شہ اور اپنی دولت اور تعداد کی کثرت کے گھمنڈ پر اس بات پر تلے ہوئے ہیں۔ کہ فتنہ و فساد کا کوئی موقع ان کے ہاتھ آئے۔ اور اور کرتارپور کی مثال کو وسیع پیمانہ پر دہرائیں۔ گو مومن بزدل نہیں ہوتا۔ اور نہ اسکی نظر میں کسی قسم کی کثرت کچھ وقعت رکھتی ہے۔ لیکن یہ بھی اس کی شان سے بعید ہے۔ کہ دشمن کو فتنہ و فساد کا موقع دے۔ اس کا کام ہر قسم کے فسادات سے بچنا اور امن قائم رکھنے کی کوشش کرنا ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ امسال گائے کی قربانی کو وجہ فساد نہ بننے دیا جائے تا ہندوؤں کے لئے اس بہانے سے اپنے دل کے بخار نکالنے کا موقع نہ پیدا ہو۔ اس سے اگر ہندو صاحبان مسلمانوں کی کمزوری یا بزدلی کا اندازہ لگائیں۔ تو یہ ان کی مرضی۔ مگر گائے کی قربانی کا مسلمانوں کو حق ہے۔ اور یہ حق دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت بھی بزور نہیں چھین سکتی۔ ہاں چونکہ یہ ضروری نہیں۔ کہ گائے کی ہی قربانی کی جائے۔ اس لئے مصلحت وقت کے ماتحت اس کی بجائے دوسری قربانی دینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ ورنہ خطرہ ہے۔ کہ ہندو صاحبان جن کے حوصلے ان دنوں بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ ایسے حالات پیدا کردیں۔ جن میں مسلمان ابھی رہیں اور مذہبی رنگ میں جو زبردست مقابلہ میدان ارتداد میں شروع ہے۔ اس کی طرف توجہ نہ کرسکیں۔

ایک اور وجہ اور بہت گہری وجہ یہ بھی ہے۔ کہ عام لوگوں میں اسلام کی حفاظت اور اشاعت کا جو جوش پیدا ہو رہا ہے۔ اس میں اس سے کمی آجائیگی۔ اور لوگوں کی توجہ اس طرف سے ہٹ جائیگی کیونکہ وہ سمجھیں گے کہ فتنہ ارتداد کے بدلے میں ہم نے گائے کی قربانی کرلی ہے۔ اور اسطرح انتقام لے لیا ہے۔ حالانکہ نتیجۃً یہ کچھ بھی نہیں بلکہ اس خیال سے سخت نقصان پہنچیگا۔ طبائع میں وہ جوش اور ہیجان نہ رہیگا۔ جو اب ہے اور جس میں دن بدن اضافہ کی ضرورت ہے۔

پس ان حالات کے ماتحت یہی ضروری ہے۔ کہ جہاں تک ممکن ہو مسلمان گائے کی بجائے دوسرے جانوروں کی قربانی دیں۔ اور ہندو صاحبان سے یہ کہتے ہوئے امسال گائے کی قربانی نہ کریں۔ کہ یہ اسلام ہی کی شان ہے۔ کہ دشمنوں کے جذبات کی پاسداری کی بھی تلقین کرتا ہے۔ اور یہ اسلام کا ہی وقار ہے کہ ہر قسم کے فتنہ و فساد کی ابتدا کرنے سے روکتا اور اس سے بچنے کی تاکید کرتا ہے ہندو صاحبان ابھی سے کہہ رہے ہیں۔ کہ مسلمان شدھی کا انتقام ایک بے زبان جانور سے لینا چاہتے ہیں۔ اور ہندوؤں کی دل آزاری کے لئے امسال کثرت سے گائیں ذبح کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں بتا دینا چاہیئے۔ کہ اسلام ہرگز اس بات کو جائز نہیں رکھتا۔ کہ خواہ مخواہ کسی کی دل آزاری کی جائے۔ بلکہ جہانتک ہوسکے دلداری کی تلقین کرتا ہے۔ اور یہ اسلام ہی کی تعلیم ہے کہ ہر فعل کو محض خدا تعالےٰ کی رضاجوئی کی خاطر کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ اور ہر قسم کی نفسانی خواہشات سے پاک رکھنے کا حکم دیتا ہے۔ اسی تعلیم کا یہ نتیجہ ہے کہ صرف اسلامی تاریخ کے زرین اوراق پر ایسی مثالیں مل سکتی ہیں۔ کہ بدترین دشمنوں کو محض اس لئے چھوڑ دیا گیا۔ کہ نفسانیت کا دخل نہ سمجھا جائے۔

چنانچہ ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب ایک خطرناک دشمن کو گرا لیا۔ اور اس کی چھاتی پر بیٹھکر اسے قتل کرنے لگے۔ تو اس نے یہ سمجھکر کہ اب میں قتل سے تو بچ نہیں سکتا۔ جو کچھ ہوسکتا ہے۔ وہی کروں آپ کے منہ پر تھوک دیا۔ اس کا تھوکنا تھا کہ حضرت علیؓ اس کی چھاتی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اسے چھوڑ دیا۔ اس پر اس نے متعجب ہوکر پوچھا۔ یہ کیا۔ آپ نے فرمایا۔ میں تم کو محض اس نیت سے قتل کرنے لگا تھا۔ کہ ایک مسلمانوں کے قاتل کو قتل کرکے خدا تعالےٰ کو خوش کروں۔ لیکن جب تم نے میرے منہ پر تھوکا تو میں نے سمجھا۔ اب تیرے قتل میں میرا ذاتی انتقام کا جذبہ بھی شامل ہوگا۔ اس لئے میں نے چھوڑ دیا۔

پس اسلام کی یہ شان ہے کہ پچھاڑے ہوئے دشمن اور قبضہ میں آئے ہوئے معاند کے متعلق بھی اس قدر احتیاط کی جاتی ہے۔ مسلمانوں کو بھی اس وقت یہی بات مدنظر رکھنی چاہیئے اور ہندوؤں سے اسی رنگ میں سلوک کرنا چاہیئے۔ جو حضرت علیؓ نے منہ پر تھوکنے والے کافر سے کیا تھا کہ اسلام کی شان یہی چاہتی ہے اور اسلام کا وقار اسی کا متقاضی ہے

مولوی ثناء اللہ کو عیسائیوں کی حمایت کا صلہ

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اخبار پیغام صلح کے اس فقرہ پر "کہ عیسائی پادریوں کی یہ حالت ہے کہ اگر معلوم ہو جائے۔ کہ ان کا حریف احمدی مسلمان ہے تو اس کا مقابلہ کرنے سے انکار کر دیتے ہیں"۔ عیسائیوں کی حمایت کرتے ہوئے لکھا تھا۔

"یہ فقرہ نہ صرف شعری ہے۔ بلکہ محض غلط ہے" اور ثبوت میں عیسائی اخبار نور افشاں کا حوالہ دیا تھا کہ اس نے لکھا ہے۔

"بفضل خدا اس وقت مسیحیوں میں ایسے مناظر موجود ہیں۔ جو مرزائی مبلغین کا منہ بند کر سکتے ہیں"

غالباً مولوی صاحب نے عیسائی حلقہ سے کسی قسم کی قدر دانی کی توقع پر یہ کارنامہ سرانجام دیا ہوگا۔ مگر بدقسمتی سے نور افشاں نے الٹا مجرم قرار دیدیا۔ اور لکھدیا کہ اگر نور افشاں کی رائے احمدیوں کے خلاف مستند مانی جا سکتی ہے تو آپ کو اپنے متعلق بھی اسے مستند ماننا چاہیئے۔ جو یہ ہے۔ کہ

"ابھی بہت دن نہیں گذرے۔ کہ پنجاب میں خصوصاً لاہور گوجرانوالہ۔ ہوشیارپور۔ لدھیانہ وغیرہ میں پادری جوالا سنگھ مرحوم نے آپ کے مقابل داد فتح حاصل کی۔ آپ کسی جگہ اپنے اعتقاد کی الٰہی توحید کا حق ہونا ثابت نہیں کر سکے"

کیا مولوی صاحب کو یہ الفاظ پڑھکر کچھ شرم تو نہ آئیگی۔

* * *

جمعیتہ العلما کی غلط بیانی

اخبارات میں بذریعہ تار جمعیتہ العلما نے اعلان کیا ہے۔ کہ ہم نے ان تبلیغی انجمنوں میں سے جو جمعیتہ العلما ہند کے ماتحت کام نہیں کرتیں ہر ایک انجمن کے ایک نمائندہ کو اس جلسہ میں شریک ہونے کیلئے مدعو کیا ہے۔ جو ۱۵ر جولائی کو منعقد ہونیوالا ہے"۔ لیکن آج ۱۵ر جون تک جماعت احمدیہ کے مرکز میں اس قسم کی کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ حالانکہ رقبہ اور تعداد میں سب سے زیادہ ہمارے مبلغ کام کر رہے ہیں۔ اور جمعیتہ العلما کے ساتھ ہمارا ماتحتی کا کوئی تعلق بھی نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ تار صرف یہ ظاہر کرنے کیلئے دیا گیا ہے۔ کہ سب انجمنوں کا متفقہ جلسہ ہوا ہے۔ لیکن دراصل صرف اپنے ہم خیال لوگوں کو جمع کیا گیا ہے۔ ہندوستان کے علما کی

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا خطاب

مجاہدین علاقہ ارتداد سے

دوسری سہ ماہی کے دوسرے وفد کو روانہ کرتے ہوئے حضور نے ۱۰ جولائی کو بعد نماز عصر مسجد مبارک میں حسب ذیل تقریر فرمائی ✤

پچھلا طریق

یہی رہا ہے کہ جو دوست ملکانہ کے علاقہ میں تبلیغ کے لئے جاتے رہے ہیں۔ ان کو گاؤں سے باہر جاکر وداع کیا جاتا رہا ہے۔ آج بھی یہی ارادہ تھا۔ لیکن ظہر کی نماز کے بعد مجھے بخار کی تکلیف ہو گئی۔ گو کونین کھانے سے اسوقت کچھ افاقہ ہے۔ کیونکہ مجھے بہت تیز بخار ہوا کرتا ہے اور اب اتنی تیزی نہیں ہے۔ لیکن احتیاطاً یہی مناسب سمجھا گیا۔ کہ اس مسجد میں ہی دعا کر کے جانے والوں کو رخصت کر دیا جائے ✤

اس میں شبہ نہیں

سنّت طریق

یہی ہے کہ باہر جاکر رخصت کیا جائے۔ مجھے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو اسوقت کوئی ایسا واقع یاد نہیں کہ رخصت کرنے کے لئے آپ باہر تشریف لے گئے ہوں مگر خلفاء کے متعلق یاد ہے کہ وہ وداع کرنے کے لئے باہر جاتے تھے۔ اور کوئی عجب نہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی کوئی واقع معلوم ہو جائے یہ ایک ضروری اور بابرکت امر ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں۔ آج باہر نہ جانے سے جو کمی ہوگی۔ وہ اس

مسجد کی برکت

سے پوری ہو جائیگی کیونکہ حضرت مسیح موعود کا اس مسجد کے متعلق الہام ہے کہ جو کام اسمیں کیا جائیگا۔ وہ بابرکت ہوگا۔ اسلئے باہر جاکر رخصت کرنا جو صحابہ اور خلفاء کی سنّت ہے اسپر آج عمل نہ کرنے سے جو کسر رہ جائیگی۔ وہ اس مسجد میں وداع کرنے کی برکت سے دور ہو جائیگی ✤

پہلے وہاں کام کرنیوالوں کے لئے کچھ ہدایات لکھی ہیں۔ اُمید ہے کہ وہ آپ لوگوں کو مل گئی ہونگی۔ اور آپ ان پر عمل کرینگے۔ میں نے پچھلے وفد کو بتلایا تھا کہ بعض باتیں بہت معمولی معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن اُن کے نتائج بہت بڑے نکلتے ہیں۔ اور بعض بڑی ہوتی ہیں اور ان کے نتائج بہت معمولی ہوتے ہیں۔ مگر بہت چھوٹی چھوٹی باتوں سے قومیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ اور بہت چھوٹی چھوٹی باتوں سے بڑھ جاتی ہیں۔ بعض دفعہ

ایک لفظ

مُنہ سے نکلا ہوا ایک قوم کو ترقی کے کمال پر پہنچا دیتا ہے۔ اور بعض دفعہ ایک لفظ نکلا ہوا ہلاکت کے گڑھے میں گرا دیتا ہے۔ بعض دفعہ ایک خیال انسان کی نجات کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔ اور ایک خیال اسکی تباہی کا باعث بن جاتا ہے تو

چھوٹی چھوٹی باتوں کے ثمرات

بہت بڑے بڑے نکلتے ہیں۔ انسان سمجھتا ہے فلاں بات کا کیا نتیجہ نکلیگا یا سمجھتا ہے معمولی نتیجہ نکلیگا۔ مگر نہ اس کا نتیجہ معمولی ہوتا ہے اور نہ وہ بے نتیجہ ہوتی ہے۔ پس کسی بات کے متعلق یہ خیال نہ کرو کہ معمولی ہے۔ میں نے بعض لوگوں کو حیرت سے کہتے سنا ہے۔ اور مجھے ان کی

حیرت پر حیرت

آتی تھی۔ مگر ان کے علم اور عقل کو دیکھ کر دور ہو جاتی تھی وہ حیرت سے پوچھتے کہ ٹریننگ سکول میں کیا سکھلاتے ہیں۔ وہاں بچوں سے بعض خاص سلوک کرنے سکھائے جاتے ہیں۔ طرز تعلیم بتائی جاتی ہے۔ اس کیلئے بعض ایسی موٹی موٹی باتیں ہوتی ہیں کہ کوئی کہہ سکتا ہے ان سے کیا نتیجہ نکل سکتا ہے مگر وہ بہت مفید ہوتی ہیں۔ اور ان سے بہت اعلیٰ نتائج نکلتے ہیں اسی طرح

صحت کے متعلق

ہم دیکھتے ہیں بہت چھوٹی چھوٹی باتیں اسکے لئے سخت نقصان رساں ثابت ہوتی ہیں۔ مثلاً پنجابیوں کو اگر کہا جائے گھر میں ہر جگہ نہیں تھوکنا چاہیئے۔ تو وہ کہینگے۔ اسمیں کیا حرج ہے اور پنجابی میں تو ایک مثل بھی ہے۔ جو لوگوں کی اسی حالت کا خوب نقشہ کھینچتی ہے کہتے ہیں۔ پرایا گھر تھوکنے کا بھی ڈر یعنی دوسرے کے گھر میں تھوکتے ہوئے بھی ڈر آتا ہے۔ گویا ان کے نزدیک یہ بہت معمولی بات ہے۔ حالانکہ سائنس نے ثابت کر دیا ہے کہ

تھوکنا سخت خطرناک ہے

اور اپنے گھر میں بھی نہیں تھوکنا چاہیئے۔ مگر ان کے خیال میں یہ تھا کہ اپنے گھر میں تو جتنا کوئی چاہے۔ پاخانہ بھر لے۔ مگر دوسرے کے گھر نہیں تھوکنا چاہیئے۔ کیونکہ ممکن ہے۔ اس نہایت معمولی سی بات پر وہ ناراض ہو جائے۔ حالانکہ تھوکنا نہایت خطرناک اور سخت مضر ہے۔ لاکھوں ایسے انسان ہوتے ہیں۔ جن کو معلوم نہیں ہوتا۔ کہ وہ مسلول ہیں۔ اور خود دوسروں کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کو سل ہے۔ مگر ان میں کیڑے ہوتے ہیں۔ جو ان کی عمدہ صحت کی وجہ سے ان پر تو اپنا اثر نہیں کر سکتے۔ مگر ان کے جسم سے نکل کر اوروں پر جو ان جیسے مضبوط نہیں ہوتے۔ حملہ کر سکتے ہیں۔ قادیان میں ہی ایسے واقعات ہو چکے ہیں۔ کہ ایک شخص کی ایک بیوی کو سل ہوئی۔ وہ فوت ہو گئی۔ پھر دوسری آئی۔ اسکو بھی سل ہو گئی۔ جہاں سے وہ آئی تھی۔ وہاں کسی کو سل نہ تھی نہ اس کے خاندان میں کسی کو سل تھی۔ مگر خاوند کے ہاں آکر وہ مسلول ہو گئی۔ اور مر گئی۔ پھر تیسری آئی۔ اسکو بھی سل ہو گئی۔ ایسے لوگوں کو جرم کیریر کہتے ہیں۔ کہ ان کی اپنی صحت تو اتنی مضبوط ہوتی ہے کہ ان پر جرمز اثر نہیں کر سکتے۔ مگر وہ تھوک کے ذریعہ دوسروں تک پہنچا دیتے ہیں ✤

اب یہ ایک چھوٹی سی بات ہے۔ مگر نتائج ایسے خطرناک نکلتے ہیں کہ لاکھوں جانیں اس سے ضائع ہوتی ہیں پس بعض باتیں چھوٹی معلوم ہوتی ہیں۔ مگر ان کے نتائج بہت بڑے نکلتے ہیں۔ یہ

ہدایات

جو آپ لوگوں کو دی جاتی ہیں۔ اس خیال سے دی جاتی ہیں۔ کہ سب کو پڑھو۔ اور یہ نہ دیکھو کہ ان میں سے چھوٹی کونسی ہے۔ اور بڑی کونسی۔ یہ سب ضروری ہیں اگر کوئی ضروری نہ ہوتی۔ تو درج ہی نہ کی جاتی۔ اور پہلے ہی چھوڑ دی جاتی۔ یہ وہی رکھی گئی ہیں۔ جن پر عمل کرنا نہایت ضروری ہے۔ ورنہ کامیابی محال ہے ✤

اس کے بعد میں دوستوں کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ

ہماری کامیابی کا ذریعہ دعاء

ہی ہے۔ ان ہدایتوں میں بھی اسی کا ذکر ہے۔ مگر میں پھر کہتا ہوں کہ ہمارے پاس اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے اور ساری دنیا ہماری دشمن ہے۔ لوگ کہتے ہیں۔ اگر ایک دشمن ہو۔ تو اس کا مقابلہ کیا جائے۔ دو ہوں۔ تو ان کا کیا جائے۔ دس بیس کا کس طرح کیا جا سکتا ہے مگر ہمارے ہزار دو ہزار آدمی دشمن نہیں بلکہ جتنی جماعتیں اور جتنے فرقے ہیں۔ اتنے ہی ہمارے دشمن ہیں۔ اپنے بھی دشمن ہیں۔ اور پرائے بھی دشمن ہیں۔ اور

ہماری مثال

ایسی ہی ہے۔ کہ ایک فوج جو دوسروں کی امداد کے لئے لڑائی پر جاتی ہے اسپر وہی لوگ حملہ شروع کر دیتے ہیں جنکی مدد کیلئے گئی تھی اس وقت وہ مسلمان جنکی مدد کے لئے ہم علاقہ ملکانہ میں گئے تھے وہ بھی ہم پر حملہ کر رہے ہیں۔ اور جن کا مقابلہ درپیش ہے۔ یعنی آریہ وہ بھی حملہ آور ہیں۔ اور انہوں نے اس خیال سے کہ اگر احمدی مبلغ نہ آتے تو ہم بہت جلدی اور بڑی آسانی سے ملکانوں کو مرتد کر لیتے۔ انہوں نے آکر کیوں ہمارے راستہ میں رکاوٹیں ڈالنی شروع کر دی ہیں۔ دوسرے مقامات پر ہمارے آدمیوں کو تکالیف پہنچانی شروع کر دی ہیں۔ اور ایسے دفاتر سے جہاں آریوں کا قبضہ و تسلط ہے معمولی معمولی باتوں پر احمدیوں کو نکال رہے ہیں۔ غرض ہمارے

چاروں طرف دشمن ہی دشمن

ہیں۔ اور اس وقت ہماری حالت احد کے مردوں جیسی ہے جن کے متعلق ایک صحابی کہتے ہیں۔ ہمارے پاس اتنا بھی کپڑا نہ تھا کہ جس سے ہم مردوں کو ڈھانپ سکتے۔ اگر سر کی طرف ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے۔ اور اگر پاؤں ڈھانپتے۔ تو سر ننگا ہو جاتا۔ ہماری حالت ایسی ہی ہے اگر سر ڈھانپتے ہیں تو پاؤں ننگے ہو جاتے ہیں۔ اور اگر پاؤں ڈھانپتے ہیں تو سر ننگا ہو جاتا ہے۔ ہماری کوششوں میں بہت سے نقص صرف اس وجہ سے رہ جاتے ہیں۔ کہ

کافی سرمایہ نہیں

ہے۔ اور ہمارے پاس کافی سامان نہیں۔ دیکھنے والا تو کام کا نقص کہتا ہے۔ مگر کام کرنے کا نقص نہیں۔ بلکہ سرمایہ کی کمی کا نقص ہوتا ہے۔ مثلاً ہمارے افسر کی حیثیت ایک کلرک سے زیادہ نہیں ہوتی۔ جب یہ حالت ہو۔ تو وہ افسر کس طرح ان افسروں کی طرح تجاویز سوچ سکتا ہے۔ جو خود کلرکوں کی نگرانی بھی نہیں کرتے۔ اس کے لئے نگران سپرنٹنڈنٹ اور ہوتے ہیں۔ اور افسر بڑے بڑے معاملات پر غور کرتا رہتا ہے۔ پس ہمارے لئے اس قدر مشکلات ہیں کہ اگر خدا تعالے کا فضل اور اسکی نصرت شامل حال نہ ہو۔ تو ہم کچھ بھی نہ کر سکیں۔ ہم نے ہندوستان سے باہر جو تبلیغی کام شروع کر رکھے ہیں۔ وہاں اس قدر خرچ ہو رہا ہے۔ کہ اسی کے لئے خاص چندے کرنے پڑتے ہیں۔ مگر اب

ملکانہ تبلیغ کے اخراجات

اتنے کئے جا رہے ہیں۔ کہ جو سب بیرونی تبلیغی کاموں سے زیادہ ہیں۔ سب نظارتوں کا تین ہزار کے قریب ماہوار خرچ کا اندازہ ہے۔ مگر اس اکیلے کام کا اتنا خرچ ہے۔ اور وہ بھی اس صورت میں کہ حسابات کی بڑی سختی سے نگرانی کی جاتی ہے۔ اور مبلغ آنریری ہیں۔ ادھر جماعت کی یہ حالت ہے کہ اس پر چندہ کا اتنا بار ہے کہ دنیا میں اس کی

دوسری کوئی مثال نہیں

پائی جاتی۔ دوسرے لوگ بھی چندہ جمع کرتے ہیں۔ مگر مستقل طور پر اتنا چندہ دیں۔ جتنا ہماری جماعت مستقل طور پر دیتی ہے اس کی کوئی مثال نہیں پائی جاتی۔ مگر باوجود اس کے ہماری جماعت جتنا چندہ دے رہی ہے وہ ہمارے کاموں کے لئے کافی نہیں۔ اس کے لئے ہم جسقدر زور دے سکتے تھے۔ دے چکے ہیں۔ اس سے زیادہ جماعت میں برداشت کرنے کی طاقت نہیں ایسی صورت میں اگر یہ انسانی کام ہوتا تو سوائے اس کے کہ جس طرح ایک چیز پر جب زیادہ بوجھ ڈالا جائے۔ تو وہ اپنی طاقت کی آخری حد پر پہنچ کر پھٹ جاتی۔ اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی یہی ہمارا حال ہو۔ مگر ہم سمجھتے ہیں۔ کہ یہ ہمارا کام نہیں۔ بلکہ

خدا کا کام

ہے۔ اور ہمارے نقصوں ہماری کمزوریوں اور ہماری بے سامانیوں کی وجہ سے خراب نہیں ہوگا۔ بلکہ جب یہی بے سامانیاں اپنی آخری حد کو پہنچ جائیگی۔ تو خدا تعالے کی خاص مدد اور نصرت نازل ہوگی۔ کیونکہ خدا تعالے جب دیکھیگا۔ کہ ان کے پاس جو کچھ تھا۔ انہوں نے دیدیا۔ اور اب ان کے پاس کچھ نہیں۔ تو میرا خزانہ جس میں کبھی کمی نہیں آسکتی۔ اس کو ان کے لئے کیوں نہ کھول دوں انہوں نے جب سب کچھ کھو کر دین کی خدمت کی ہے تو میں سب کچھ رکھکر کیوں نہ ان کی مدد کروں۔ پس یہی وقت ہوتا ہے۔ جب

خدا تعالے کی خاص مدد

نازل ہوتی ہے۔ ہماری جماعت کے متعلق ہمیشہ یہی ہوتا رہا ہے۔ اور ہوتا رہیگا۔ جب تک خودی تکبر اور خود ستائی نہ پیدا ہو گی۔ اور جب تک ہم خدا کی رضا کے لئے کام کرتے رہینگے۔ میری خلافت کے اس آٹھ نو سال کے عرصہ میں کیسے کیسے خطرناک حملے پیغامیوں اور غیر احمدیوں نے کئے۔ مگر جب یہ احساس پیدا ہونے لگا۔ کہ اب تباہ ہو جائینگے۔ اسی وقت خدا تعالے کی طرف سے ایسی نصرت نازل ہوئی۔ کہ یہ معلوم ہونے لگا۔ دشمن کا حملہ کچھ بھی نہ تھا۔ پس

ہماری کامیابی کا رستہ

ایک ہی ہے۔ اور وہ خدا تعالے کی مدد اور نصرت ہے۔ مگر جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے اس کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ انسان اپنی انتہائی طاقت خرچ کر دے لیکن اگر ایسا نہ کرے۔ اور پھر خدا کی مدد مانگے۔ تو خدا تعالے کی غیرت اس کے خلاف بھڑکتی ہے۔ دعائیں دو قسم کی ہوتی ہیں ایک وہ جس میں اپنا عجز اور انکسار ہوتا ہے۔ اور دوسرے وہ جس میں خدا کی رحمت کو جذب کرنا ہوتا ہے۔ قسم اول کی دعائیں تو انسان ہر وقت کر سکتا ہے۔ کہ میرے رستہ میں کوئی روک نہ پیدا ہو۔ مجھے کامیابی نصیب ہو۔ مگر دوسری قسم ایسی ہے کہ اس وقت کی جا سکتی ہے۔ جب اپنے پلے کچھ نہ رہے۔

دیکھو اگر ایک شخص یہ کہکر کسی سے مانگے۔ کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے لیکن اس کے پاس سے مال نکل آئے تو اس سے کیا سلوک کیا جائیگا۔ اسی طرح جو شخص اپنی پوری قوت

اور ساری طاقت صرف کئے بغیر خدا کی نصرت اور مدد کا طالب ہوتا ہے۔ اس سے ایسا ہی سلوک ہوتا ہے۔ وہ خدا کی نصرت حاصل کرنے کی بجائے اس کا غضب اپنے اوپر وارد کر لیتا ہے۔

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ فرماتے۔ کہ ایک ہندوستانی عرب سے آ رہا تھا۔ راستہ میں اس نے ایک عرب سے کہا۔ مجھے کھانے کو کچھ دو۔ مگر مجھ سے اجر کی امید نہ رکھو۔ کیونکہ میرے پاس ایک پیسہ بھی نہیں ہے۔ یہ سنکر عرب کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ وہ اٹھا اور اٹھکر اپنے تربوزوں کے کھیت میں گیا۔ تربوز توڑے اور دیکھے۔ پھر توڑے اور دیکھے۔ اور جو عمدہ نکلے۔ وہ اس شخص کو کھلاتا جائے۔ جب اس کا پیٹ بھر گیا تو اس نے اس کے کپڑے اتروا کر تلاشی لی۔ اور کہا اب جاؤ۔ اس نے اس کی وجہ پوچھی تو عرب نے کہا جب تو نے آکر کہا میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ تو میں نے یہ کھیت جو میرے بیوی بچوں کا سہارا تھا۔ تیری خاطر برباد کر دیا۔ اور جو بہتر سے بہتر تربوز تھا۔ وہ تجھے کھلایا اب ہمارا اللہ ہی حافظ ہے۔ اگر تیرے پاس سے ایک پیسہ بھی نکل آتا۔ تو میں تجھے قتل کر دیتا۔ کہ میں نے مہمان نوازی میں کسر نہیں رکھی۔ تو نے کیوں جھوٹ بولا تو جو شخص اپنے پاس کچھ رکھکر خدا تعالیٰ سے کہتا ہے کہ میرے پاس کچھ نہیں۔ وہ

غضب کا مستحق

ہوتا ہے۔ لیکن اگر کوئی خالی ہاتھ خدا تعالیٰ کے حضور جاتا ہے۔ تو کبھی خالی نہیں آتا۔ اگر اس کی درخواست سنت اللہ کے خلاف نہ ہو۔ اور اگر کوئی بات خدا تعالیٰ کی عظمت اور اس کے جلال کے خلاف نہیں۔ تو نا ممکن ہے۔ کہ خالی ہاتھ واپس آئے۔ اور ایسے شخص اگر ایک سو نہیں ایک ہزار نہیں اگر ایک لاکھ بھی جائینگے تو اپنی دعا قبول کرا کر آئینگے۔

پس تم دعاؤں پر زور دو۔ مگر یہ بھی یاد رکھو کہ دعائیں اسی وقت قبول ہوتی ہیں۔ جب اپنی طرف سے پورے زور اور طاقت سے کام کیا جائے۔ لیکن اگر تم محنت نہیں کرتے۔ یا سوچ سمجھکر کام نہیں کرتے۔ تو تمہاری دعائیں قبول نہیں ہونگی۔ دعائیں جب قبول ہوتی ہیں جب کوئی اپنے کام کے متعلق سوچے۔ اور اپنی طرف سے پوری پوری محنت کرے۔ اس کے بعد جب کچھ نہ بنے تو خدا تعالےٰ غیب سے کامیابی کے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ اور عین اس وقت جب انسان ناکامی کو دیکھتا ہے۔ کامیابی کے بادل اسے سامنے سے ابھرتے نظر آتے ہیں۔

یہ دونوں باتیں کافی ہیں۔ اگر تم ان پر عمل کرو گے اس کے بعد میں وہ شرائط دوہرا دیتا ہوں۔ جو اس کام کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنے والوں کے لئے رکھی گئی تھیں۔ پہلے کچھ ایسے لوگ چلے گئے۔ جن کے پاس کافی خرچ نہ تھا۔ اور انہیں دفتر سے مانگنا پڑا۔ کچھ ایسے لوگ چلے گئے جنہوں نے وعدہ تو کیا تھا۔ کہ ہر قسم کی تکالیف برداشت کرینگے۔ مگر برداشت نہ کیں۔ پھر ایسے بھی گئے کہ جو ان کے پاس خود آ گیا اس کو تو پڑھا دیا۔ اور جو نہ آیا اس کی انہوں نے خبر نہ لی۔ اور نہ اس کے پاس گئے۔ حالانکہ یہ صاف بات ہے کہ

روحانی معالج اور جسمانی ڈاکٹر

کی حالت میں بڑا فرق ہے۔ جسمانی مریض تو خود ڈاکٹر کے پاس آتے ہیں۔ اور روحانی ڈاکٹر کو خود ان کے پاس جانا اور ان کا علاج کرنا ہوتا ہے۔ پھر بعض نے اپنے

افسروں کی فرمانبرداری

پورے طور پر نہیں کی۔ حالانکہ اقرار یہ ہے کہ فوجی سپاہیوں کی طرح فرمانبرداری کریں گے۔ اور جانتے ہو۔ فوجی سپاہی کیسی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ جنگ میں ایک توپخانہ فوج کے پیچھے ہوتا ہے۔ جس کی ایک غرض یہ بھی ہوتی ہے کہ اگر اپنے سپاہی پیچھے بھاگیں۔ تو انہیں وہیں بھون ڈالے میں نے ایک دوست سے جو جنگ پر گئے تھے۔ پوچھا کیا اب بھی بہادری ظاہر کرنے کا موقع ہوتا ہے۔ اس نے کہا وہاں تو یہی خیال ہوتا ہے کہ اگر ذرا پیچھے ہٹے۔ تو اپنے توپخانہ والے مار ڈالینگے۔ اس لئے اگر دشمن سے لڑتے ہوئے مرینگے۔ تو پنشن تو ہو جائیگی۔ جس سے بال بچوں کا گذارہ چل سکیگا۔ اس لئے یہی بہتر ہے۔ کہ دشمن کا مقابلہ کرتے رہیں۔ اور جو کچھ ہو اسے برداشت کریں۔ اس وقت دلیری یا بزدلی کا سوال ہی نہیں ہوتا ان سپاہیوں کا اگلے دشمن سے بچ جانا تو آسان ہوتا ہے۔ مگر پچھلے توپخانہ سے بچنا ناممکن۔ تو اس سختی کے ساتھ وہاں کام لیا جاتا ہے۔ اور یہ لوگ ۱۵-۱۵ ۲۰-۲۰ روپے کے لئے کام کرتے ہیں۔ مگر جو لوگ خدا کے لئے نکلے ہوں۔ ان کو کس قدر مشکلات برداشت کرنی چاہئیں۔ جب کوئی سپاہی پہرہ پر کھڑا ہو۔ تو اس کو اتنی بھی اجازت نہیں ہوتی۔ کہ کسی چیز سے ٹیک لگالے پھر کبھی کبھی وقت فاقے کرنے پڑتے ہیں۔ ابھی ایک جہاز ڈوب گیا ہے۔ اس سے جو لوگ بچے انہیں ۲۰ دن تک فاقہ رہنا پڑا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس قدر فاقہ برداشت کرنے کی انسان میں طاقت ہے۔ اور جب مجبوری میں اتنا فاقہ کیا جا سکتا ہے۔ تو خدا کیلئے کیوں نہیں کیا جا سکتا۔

پس تم لوگ ایسی فرمانبرداری سے کام کرو جیسے فوجی سپاہی کرتے ہیں۔ بلکہ میں تو یہ کہونگا۔ کہ ایسی فرمانبرداری دکھاؤ۔ جیسی صحابہ دکھاتے تھے۔ کیونکہ فوجی سپاہی توپخانے کے ڈر سے کام کرتے ہیں۔ مگر صحابہ کو تو اس کا ڈر نہیں ہوتا تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک صحابی جن کا نام ضرار تھا جب دشمن کے مقابلہ میں نکلے۔ تو بھاگے بھاگے واپس آ گئے۔ جس کا مقابلہ کرنے کے لئے نکلے تھے اس نے ۲۰ مسلمان مار دیئے تھے سمجھا گیا کہ اس کے ڈر سے واپس بھاگ آئے ہیں۔ لیکن جب پھر گئے۔ اور واپس آنے کی وجہ پوچھی گئی تو کہا۔ میں بغیر زرہ کے لڑا کرتا ہوں۔ مگر آج زرہ پہنی ہوئی ہے۔ جب میں مقابلہ پر گیا۔ تو مجھے اس قدر صدمہ ہوا۔ کہ اگر اس حالت میں میں مارا گیا۔ تو سخت گرفت میں آؤں گا۔ کہ آج کافر سے ڈر کر میں نے زرہ پہن لی۔ اس لئے میں دوڑتا ہوا گیا۔ اور اب اتار کر آیا ہوں۔ اور دشمن کو انہوں نے قتل کر دیا۔ تو سپاہی کی اطاعت صحابی کی لڑائی کے مقابلہ میں نہیں آ سکتی سپاہی لالچ اور ڈر کیلئے لڑتا ہے۔ لیکن صحابی خدا کے لئے لڑتا ہے۔

تمہاری اطاعت صحابہ جیسی ہونی چاہئے

اور ان کی اطاعت ایسی تھی۔ کہ جو مخلص تھے۔ وہ کسی حالت میں بھی نافرمانبرداری نہیں کرتے تھے۔ ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں لوگوں کو فرمایا بیٹھ جاؤ۔ عبد اللہ بن مسعود گلی میں سے گذر رہے تھے ان کے لئے یہ حکم نہ تھا۔ لیکن جب ان کے کان میں یہ آواز پڑی۔ تو وہیں بیٹھ گئے۔ اور بیٹھے بیٹھے چل کر مسجد میں آگئے۔ ہر ایک مومن میں فرمانبرداری کی ایسی ہی روح ہونی چاہیئے کامیابی کے لئے فرمانبرداری ایک نہایت ضروری امر ہے اور خصوصیت کے ساتھ اس جماعت کے لئے جو چھوٹی ہو۔ ورنہ لاکھوں میں سے ایک بھی ایسا چانس نہیں۔ کہ وہ کامیاب ہو سکے۔

پس تم لوگ اپنے افسروں کی کامل فرمانبرداری سے کام کرو۔ اور اس بات کو خوب یاد رکھو۔

میاں غلام رسول صاحب ریڈر پشاور جو یہاں تبلیغ کے لئے آئے ہیں۔ اس وجہ سے سابق ہونے کے خیال سے اس دفعہ کامیں نے ان کو امیر مقرر کیا ہے۔ رستہ میں جسطرح کہیں اور جو انتظام کریں۔ سب کو اس کی پابندی کرنی چاہیئے۔ اور وہاں پہنچکر امیر وفد چودہری فتح محمد صاحب سیال ہیں۔ ان کی اطاعت فرض ہے۔ پھر وہ جس کے سپرد کریں۔ ان کی اطاعت ضروری ہے۔

اس کے بعد میں دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ تم کو بھی اور جو دوست جا چکے ہیں۔ ان کو بھی کامیابی کا سہرا عطا فرمائے۔

ضلع فرخ آباد کے موضع علاول پور میں شدھی کی اشدھی

علاول پور ضلع فرخ آباد کی شدھی جس کی خیالی دھوم دھام کے غلغلوں سے قبل از وقت شور برپا تھا۔ ۸ جولائی کو اپنے ہوا خواہ ہندو راجاؤں مہاراجاؤں کی موجودگی میں ناکام اور نامراد ہوگئی۔ واقعہ یہ ہے کہ موضع علاول پور میں صرف ۸ گھر نومسلم راجپوتوں کے ہیں جن میں سے صرف ایک گھر شدھی ہونے کے لئے آمادہ تھا۔ اور باقی سب اس کے زیر اثر شدھی کی لعنت خریدنا چاہتے تھے۔ پہلے ہم لوگ (خاکسار، چودہری فتح محمد خان صاحب ایم۔ اے امیر المجاہدین آگرہ) فرخ آباد میں ملتان سنگھ اور اس کے بیٹے تاج سنگھ سے ملے۔ تاج سنگھ نے کہا میں اسلام کو سچا مذہب اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی مانتا ہوں۔ مگر اس کے ساتھ ہندو دھرم کو بھی سچا یقین کرتا ہوں۔ اور ایک عرصہ سے ہندو ہوں۔ ہم کو شدھی کی رسم سے اس لئے ہم بالکل ضرورت نہیں سمجھتے۔ یہ کارروائی میرے باپ کی ہے۔ آپ اسی سے ملیں۔ دوران گفتگو میں تاج سنگھ سے اس بات پر گفتگو ہوئی کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا اس کا جواب یہ ہے۔ کہ آج کل ہندوستان میں کون اسلام پھیلا رہا ہے؟ جو گزشتہ کے زمانہ میں مسلمانوں کی تعداد صرف اڑھائی کروڑ کے قریب تھی۔ لیکن اب ۷ کروڑ کے قریب ہے۔ تاج سنگھ نے کہا مسلمان بہت ہو لو سے اولاد پیدا کرتے ہیں۔ ہمیں اس انوکھے اعتراض سے حیرت ہوئی لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ اس کے باپ ملتان سنگھ نے ایک منشی علاوہ اپنی بیاہتا بیوی کے رکھی ہوئی تھی۔ جس کے بطن سے تین لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔ چونکہ تاج سنگھ کے گھر کا ایک منشی کے پیٹ سے ہیں۔ اس لئے ہم اسے ایسا کہنے میں معذور سمجھتے ہیں۔

اس کے بعد ہم ملتان سنگھ سے ملے۔ تو اس نے یہ جواب دیا۔ چونکہ میرا بیٹا آریہ خیال کے ہیں اس لئے میں بھی شدھی ہوتا ہوں۔ یہ ۸ جولائی کے واقعات ہیں۔ ۸ جولائی اشدھی کا دن تھا۔ سوائے ملتان سنگھ کے گھر کے لوگوں کے جو در حقیقت پہلے سے آریہ ہو چکے ہیں۔ اور آریوں کے ملازم بھی ہیں۔ یعنی تاج سنگھ ایک ہندو مدرسہ میں مدرس ہے اور اسی گھر کا ایک دوسرا شخص ملازم سنگھ آریوں کا اپدیشک ہے۔ باقی گھر اپنی خوشی سے اشدھ ہونے کیلئے تیار نہ تھے۔ بلکہ وہ ملتان سنگھ اور ٹھاکر بلدیو سنگھ جو اس علاقہ کا رئیس اور اس گاؤں کا حصہ دار ہے۔ اور رئیس جس پور وغیرہ کے دباؤ سے اشدھی کیلئے تیار کئے گئے تھے جب ہم لوگ اس گاؤں میں پہنچے اور ملکانوں سے بات چیت ہوئی تو انہوں نے ہم سے اگرچہ اس بات کا اظہار کیا کہ نہ تو ہم دل سے اشدھ ہونا پسند کرتے ہیں نہ ہمیں ہندو دھرم ہی پسند ہے۔

ان لوگوں کو اشدھی کی ہلاکت سے بچانے میں راجہ ہادی یار خان صاحب رئیس کوسمہ اور بعض معززین فرخ آباد نے خاص طور پر حصہ لیا وہ ان لوگوں سے ملے اور ان کو سمجھایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سوائے ایک ملتان سنگھ کے گھرانے کے باقی سب ملکانے اشدھ ہونے سے رک گئے۔ جب ملتان سنگھ نے یہ دیکھا کہ باقی سب لوگ اسکو چھوڑ رہے ہیں تو وہ بھی اشدھ ہونے سے اینٹھ گیا۔ اور اس نے جیسے جو الفاظ آریوں کو ٹالنے کی کوشش کی۔ مگر جیسا کہ اشتہارات میں ظاہر کیا گیا تھا وہاں بڑے بڑے ہندو راجے جمع ہوئے۔ راجہ رامپال سنگھ صاحب۔ راجہ صاحب ترؤا۔ راجہ صاحب سہنا ٹھاکر بلدیو سنگھ صاحب وغیرہ جب ملتان سنگھ بگڑا تو ان راجاؤں کی مدد سے کام لیا گیا۔ ٹھاکر بلدیو سنگھ صاحب کو موٹر کے ذریعہ بلوایا گیا۔ یہ ٹھاکر صاحب اور ایک راجہ صاحب ملتان سنگھ کے گھر گئے۔ اور عجیب عجیب طرح کے اتار چڑھاؤ کے ساتھ ہون کنڈ پر چڑھنے کیلئے اسے آمادہ کیا۔ ان میں جو گفتگو ہوئی وہ ہمارے پاس محفوظ ہے اگر آریوں نے انکار کیا تو اصلی الفاظ شائع کر دئے جائینگے۔ اس طرز عمل سے ظاہر ہے کہ کس قدر جبر سے یہ اشدھیاں صرف اس وجہ سے ہو رہی ہیں۔ کہ چونکہ اس علاقہ میں ہندوؤں کی آبادی زیادہ ہے اور رؤسا بھی ہندو زیادہ ہیں اس لئے غریب نومسلم راجپوت ان کے دباؤ سے دب جاتے ہیں۔ غرض یہ کشمکش دس بجے سے لیکر دو بجے تک جاری رہی۔ آخر ملتان سنگھ کا خاندان اور کچھ اور لوگ اشدھی کے لئے تیار ہو گئے۔ لیکن باوجود اس کوشش کے دو خاندان پھر بھی ہون کنڈ پر نہ گئے۔ اور ایک خاندان نے تو جس کو قریباً زبردستی ہون کنڈ پر لیجایا گیا تھا۔ اشدھ ہونے سے انکار کر دیا۔ چار آدمی ہون کنڈ سے بغیر اشدھ ہوئے واپس ہو گئے۔

اس اشدھی پر آریوں کو بڑا فخر و ناز تھا۔ اس کے لئے انہوں نے قبل از وقت اور خلاف معمول تمام ہندوستان میں اشتہارات وغیرہ سے شور ڈال رکھا تھا۔ فرخ آباد کے در و دیوار پر اشتہار چسپاں تھے۔ علاقہ کے کئی ہندو رؤسا بھی بلائے گئے تھے۔ اس سے غرض یہ تھی کہ اس علاقہ میں اس طرح سے اثر پیدا کیا جائے اور یہ شور ہنگامہ دیکھکر لوگ مرعوب ہو جائیں لیکن علاول پور کی اشدھی سے آریہ لوگ جو اثر پیدا کرنا چاہتے تھے۔ بحمد اللہ اس میں ان کو ناکامی ہوئی۔ فقط

خاکسار رحمتہ ہرچند دت (قادیانی)
۱۳ جولائی ۱۹۲۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۂ جمعہ

حقیقی خیرخواہ خدا ہی ہے
دُعا کے متعلق ایک نکتہ

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(۱۳ جولائی ۱۹۲۳ء)

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

دُنیاوی خیرخواہ دُنیا میں خیرخواہ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو ایسے ہوتے ہیں کہ باوجود اسکے کہ وہ چاہتے ہیں کہ جس سے ہمیں محبت ہے اس کا بھلا ہو لیکن ان کے کاموں سے ہمیشہ اسکو نقصان پہنچتا ہے جس سے انکو محبت ہوتی ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ وہ اپنے محبوب کی عارضی تکلیف برداشت نہیں کرتے۔ اس وجہ سے وہ اپنے پیاروں کا نقصان ہی کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے لوگوں نے کہا ہے کہ دانا دشمن نادان دوست سے بہتر ہے۔ کیونکہ دانا دشمن سمجھکر نقصان پہنچاتا ہے۔ اور اسے اپنی بدنامی کا خطرہ ہوتا ہے لیکن نادان دوست کو کسی احتیاط کا خیال نہیں ہوتا۔ نہ وہ لوگوں کی ملامت سے ڈرتا ہے۔ اور نہ اُسے یہ خیال ہوتا ہے کہ اسکی بدنامی ہوگی یا اُسے کوئی نقصان پہنچیگا تو ایسا انسان اپنے پیاروں کے لئے نقصان دہ ہوتا ہے۔

بدخواہ ماں باپ دنیا میں ماں باپ اپنی اولاد کے کیسے خیرخواہ ہوتے ہیں۔ لیکن وہ بھی اپنی اولاد کو بگاڑ دیتے ہیں۔ مثلاً مدرسہ میں اگر اُستاد نے لڑکے کو مارا ہے تو اس عارضی تکلیف کا خیال کر کے مدرسہ سے اُٹھا لیتے ہیں۔ یہ ایک الگ سوال ہے کہ اُستاد کا مارنا جائز ہے یا نہیں لیکن وہ بچہ کو مدرسہ سے اُٹھا لیتے اور علم سے محروم کر دیتے ہیں۔ مگر دانا والدین ایسا نہیں کرتے۔ وہ اپنے بچہ کو مدرسہ سے کبھی نہیں اٹھاتے۔ ہاں وہ مار سے بچانے کے لئے کوئی اور تجویز کرسکتے ہیں۔

اسی طرح بعض ماں باپ اسبات کو پسند نہیں کرتے کہ ان کے بچے کم سوئیں یا انکو کھلنے پینے کی کوئی تکلیف ہو اور سلطان کہلانیوالے والدین تو اپنے بچوں کو نماز کیلئے بھی نہیں اٹھاتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ سُست اور غافل اور پست ہمت ہوجاتے ہیں۔ ان کے اندر جفاکشی پیدا نہیں ہوتی۔

اسی طرح بعض ماں باپ چاہتے ہیں کہ ان کے بچے اچھا کھائیں۔ پھر جب وہ چوری کرتے ہیں۔ تو انہیں پٹتے نہیں۔ اور وہ بڑے ہو کر چور اور بداخلاق ہو جاتے ہیں۔ تو والدین جو محبت کی وجہ سے بچے کو کچھ نہیں کہتے اس کا اُلٹا نقصان ہوتا ہے۔ کیونکہ وہی بچے بڑے ہو کر اپنے والدین کو بُرا کہتے ہیں۔ کہ ہمارے ماں باپ نے ہمیں علم نہ سکھایا نہ ہمارے اخلاق کا خیال رکھا۔ نہ چال چلن کا خیال کیا۔

خیرخواہ ماں باپ لیکن ایک ماں باپ ایسے ہوتے ہیں۔ جو بچوں کی ہر بات کی خبرگیری کرتے ہیں وہ ان کے جرموں پر پردہ پوشی نہیں کرتے۔ بلکہ بعض دفعہ سزا بھی دیتے ہیں۔ اور ان کو محنت کش بناتے ہیں۔ وہ نتیجہ کے لحاظ سے خیرخواہ ہوتے ہیں۔ دیکھنے والے کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بچہ سے محبت نہیں رکھتے۔ حالانکہ حقیقی خیرخواہ وہی ہوتے ہیں۔ وہ بدخواہ ماں باپ کی طرح نہیں ہوتے بچوں کی نگہداشت اور ان کی درستی ہی اصلی خیرخواہی ہوتی ہے۔ اور نتیجہ کے لحاظ سے بھی یہی اصل خیرخواہی ہے۔

حقیقی اور عارضی خیرخواہ تو دو قسم کے خیرخواہ دنیا میں ہوتے ہیں۔ ایک وہ ہوتے ہیں جن کے دلوں میں حقیقی خیرخواہی ہوتی ہے۔ اور ایک وہ جو عارضی خیرخواہ تو ہوتے ہیں۔ لیکن درحقیقت وہ بدخواہ ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی خیرخواہی اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں کا خیرخواہ ہے۔ اور حقیقی خیرخواہ ہے۔ وہ نادان والدین کی طرح خیرخواہ نہیں۔ بلکہ وہ حقیقی خیرخواہی کرتا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں۔ خدا نے ہماری دعائیں نہیں سُنیں۔ حالانکہ والدین بھی اپنی اولاد کی بعض باتیں نہیں مانتے۔ مگر انہیں کوئی نہیں کہتا کہ یہ والدین اپنی اولاد کی کوئی بات بھی نہیں مانتے۔ اور انہیں اپنی اولاد سے محبت نہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ جو حقیقی خیرخواہ ہے۔ وہ بندوں کی بعض باتیں نہیں مانتا۔ کیونکہ بعض باتوں کا قبول نہ کرنا ہی درحقیقت قبول کرنا ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کے نہ قبول کرنے میں فائدہ ہوتا ہے۔ اور قبول کرنے میں نقصان۔ دعا کی غرض تو فائدہ پہنچانا ہے۔ پس بعض وقت دعا کے نہ قبول کرنے میں بندہ کا فائدہ ہوتا ہے۔ اور اسوقت دُعا کا قبول نہ ہونا اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ خدا اس کا خیرخواہ ہے۔ اور ایسی دعا قبول کرنا یہ بتاتا ہے کہ خدا کو اسکے ساتھ خیرخواہی کا تعلق نہیں۔ پس جب انسان کسی بڑی بات کیلئے دُعا کرتا ہے تو اس بات کا نہ ہونا دعا کا قبول ہونا ہے۔

بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ انسان ملازمت کے لئے دُعا کرتا ہے لیکن وہ ملازمت اسکے لئے درحقیقت نقصان دہ ہوتی ہے۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ ایک ایسے افسر کے ماتحت ہو جو اُسے ملازمت سے علیحدہ کردے یا بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ انسان مالدار ہو کر دین سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔ وہ انسان جو جسمانی تکلیف میں خدا کو یاد کرتا ہے۔ اور آرام میں خدا سے غافل ہو جاتا ہے۔ وہ اگر جسمانی تکلیف میں رہ کر خدا کو یاد کرتا ہے تو بہتر ہے اس سے کہ وہ آرام اور راحت میں رہ کر خدا سے بے پروا ہو جائے۔ کیونکہ جسمانی تکلیف تو چند دن کی ہوگی۔ لیکن اسکے مقابلہ میں ہمیشہ کے لئے اُسے راحت ملیگی۔

تو جس طرح ایک مشاطہ کا نشتر راحت کا موجب ہوتا ہے اسی طرح ایسی تکالیف بھی راحت کا موجب ہوتی ہیں۔ تو خدا تعالیٰ نادان ماں باپ کی طرح نہیں بعض دفعہ بچہ کی انتڑیوں میں درد ہوتا ہے۔ جو سل کی ایک قسم ہے۔ وہ بچہ درد میں مٹھائی مانگتا ہے تو نادان ماں باپ اسے مٹھائی دیدیتے ہیں۔ جو سخت مضر ہوتی ہے۔ خدا کی نسبت جو عالم الغیب ہے یہ اُمید رکھنا کہ وہ ہر ایک بات کو مان لیتا ہے یہ بیوقوفی ہے۔ کیا خدا ہوشیار اور دانا ماں باپ کی طرح بھی نہیں جو اپنے بچوں کی بعض باتیں نہیں مانتے۔ وہ دیکھتے ہیں کہ ماں باپ بچوں کی بعض باتیں رد کرتے ہیں۔ اور بعض وقت وہ سزا بھی دیتے ہیں۔ لیکن انہیں وہ یہ نہیں کہتے کہ وہ اپنی اولاد کی کبھی بات نہیں مانتے۔ مگر خدا تعالیٰ کی نسبت وہ کہتے ہیں کہ وہ ہر بات کیوں نہیں مانتا۔ تو خدا جو عالم الغیب ہے

وہ کیونکر بندہ کی ہر ایک بات کو مان سکتا ہے ؟

خدا تعالیٰ کو اس بات کی کیا پروا ہے کہ وہ بندہ کی ہر بات کو قبول کرے ۔ خواہ وہ نقصان دہ ہی ہو ۔ مگر اس بات کی پرواہ وہ ضرور رکھتا ہے کہ بندہ کی ایسی بات مان لے ۔ جس سے اسکو نقصان پہنچے یا وہ ہلاک ہو جائے ۔

دعاؤں میں سُست نہیں ہونا چاہیئے

بعض لوگ اس وجہ سے دعاؤں میں سُست ہو جاتے ہیں کہ بعض دعائیں ان کی قبول نہیں ہوتیں وہ والدین کی نسبت تو یہ نہیں کہتے کہ وہ بچہ کی سب باتیں منظور کرتے ہیں ۔ لیکن خدا کی نسبت وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ بندوں کی ہر ایک دعا سنتا اور ہر بات منظور کرتا ہے ۔ اور اگر خدا ان کی کوئی دعا رد کر دیتا ہے ۔ تو کہہ دیتے ہیں ۔ بس جی خدا ہی کوئی نہیں ۔ اگر خدا ہوتا تو ہماری دعا ضرور سنتا ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے ۔ کہ ان کا جوش دُعا کے لئے ٹھنڈا پڑ جاتا ہے ۔ آئندہ دُعا کے لئے ان کے اندر جوش نہیں رہتا ۔ اور بعض لوگ تو دہریہ ہی ہو جاتے ہیں ۔

ایک شخص کے متعلق مجھے ہمیشہ یہ شبہ رہتا تھا کہ کبھی نہ کبھی یہ ٹھوکر کھائیگا ۔ کیونکہ اس کا یقین تھا کہ ہر ایک دُعا قبول ہوتی ہے ۔ اس لئے مجھے خطرہ تھا کہ جب کبھی اس کی کوئی دُعا قبول نہ ہوگی ۔ ضرور ٹھوکر کھائیگا ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔ تو اس گمان سے ایسی ٹھوکریں بہتوں کو لگ جاتی ہیں ۔ اسلئے ہمیشہ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ نادان ماں باپ کی طرح نہیں کہ وہ ہر بات کو منظور کرے وہ دانا والدین کی طرح بلکہ ان سے بھی بڑھ کر اور زیادہ حکمت کے ساتھ کام کرتا ہے ۔

پس اس نکتہ کو یاد رکھو تاکہ تم کو دُعاؤں کے معاملہ میں کبھی ٹھوکر نہ لگے ۔ (نوشتہ ظفر اسلام)

اطلاع

مالی معاملات میں ہر قسم کی خط و کتابت " ناظر بیت المال قادیان " سے کرنی چاہیے ۔

ناظر بیت المال قادیان

فہرست مبایعین

یہ نمبر شمار جنوری ۱۹۲۳ء سے شروع ہوتا ہے

بقیہ ماہ مارچ ۱۹۲۳ء

- ۴۸۱ ۔ بشیر احمد صاحب ضلع لائلپور
- ۴۸۲ ۔ اہلیہ دیوان صاحب ،، سیالکوٹ
- ۴۸۳ ۔ محمد دین صاحب ،، ،،
- ۴۸۴ ۔ احمد حسن صاحب ضلع فیروزپور
- ۴۸۵ ۔ مرزا عبد العزیز صاحب ،، سیالکوٹ
- ۴۸۶ ۔ امین بی بی ضلع فیروزپور
- ۴۸۷ ۔ کریم خاتون ،، گورداسپور
- ۴۸۸ ۔ سید غلام طہ صاحب ضلع کٹک
- ۴۸۹ ۔ معراج بیگم ضلع فیروزپور
- ۴۹۰ ۔ عبد اللہ خان صاحب ،، گجرات
- ۴۹۱ ۔ عبد الکریم صاحب ،، لائلپور
- ۴۹۲ ۔ فتح محمد صاحب راولپنڈی
- ۴۹۳ ۔ محمد سعید صاحب مانڈلہ
- ۴۹۴ ۔ محمد عبد الرسول صاحب حیدرآباد دکن
- ۴۹۵ ۔ جانوں صاحبہ ۔ امرتسر
- ۴۹۶ ۔ محمد جمیل صاحب ،،
- ۴۹۷ ۔ محمد شفیع صاحب ،، ،،
- ۴۹۸ ۔ فضل بی بی ضلع گجرات
- ۴۹۹ ۔ رساب بی بی ،، سیالکوٹ
- ۵۰۰ ۔ بڈھیخان صاحب ،، ہوشیارپور
- ۵۰۱ ۔ غلام حیدر صاحب
- ۵۰۲ ۔ امیر بی بی ۔
- ۵۰۳ ۔ حرمت بی بی ضلع شیخوپورہ
- ۵۰۴ ۔ فیروز خان صاحب پونچھ
- ۵۰۵ ۔ مصری صاحب ،،
- ۵۰۶ ۔ منشی مہریار صاحب ضلع ریاست خان
- ۵۰۷ ۔ اہلیہ چودھری فتح دین صاحب
- بیگم بی بی ۔ ضلع سیالکوٹ
- ۵۰۸ ۔ اہلیہ چودھری لادھا صاحب ،،
- ۵۰۹ ۔ اہلیہ چودھری موہن خان صاحب ،،
- ۵۱۰ ۔ اہلیہ چودھری بھاگ دین صاحب ،،
- ۵۱۱ ۔ روشی صاحبہ ضلع لدھیانہ
- ۵۱۲ ۔ چودھری خیر الدین صاحب ،، لائلپور
- ۵۱۳ ۔ زوجہ ،، ،، ،،
- ۵۱۴ ۔ محمد صادق صاحب ،، ،،
- ۵۱۵ ۔ محمد شفیع خان صاحب ،،
- ۵۱۶ ۔ جیواں بی بی ،، سیالکوٹ
- ۵۱۷ ۔ امام علیخان صاحب ،، شاہجہانپور
- ۵۱۸ ۔ شیخ محمد نثار اللہ قریشی بلوچستان
- ۵۱۹ ۔ منشی عبد الکریم صاحب چک ۱۶۰
- ۵۲۰ ۔ سردار بیگم صاحبہ ضلع لائلپور
- ۵۲۱ ۔ سید حسین صاحب ،،
- ۵۲۲ ۔ رضیہ بیگم ،،

ماہ اپریل ۱۹۲۳ء

- ۵۲۳ ۔ کلیم اللہ صاحب ضلع اعظم گڑھ
- ۵۲۴ ۔ ریشم بی بی ،، سیالکوٹ
- ۵۲۵ ۔ الٰہی رکھا ولد اللہ دین صاحب ،،
- ۵۲۶ ۔ وزیر بی بی ضلع گوجرانوالہ
- ۵۲۷ ۔ زینب بی بی ،،
- ۵۲۸ ۔ حسن الدین صاحب ،،
- ۵۲۹ ۔ مولوی غلام محمد صاحب ضلع مظفرگڑھ
- ۵۳۰ ۔ فضل قادر صاحب امرتسر
- ۵۳۱ ۔ عبد العزیز صاحب ایسٹ افریقہ
- ۵۳۲ ۔ حشمت علی صاحب ضلع میرٹھ
- ۵۳۳ ۔ اسحٰق پہلوان بمبئی
- ۵۳۴ ۔ ابراہیم عرف گوٹو ضلع گورداسپور
- ۵۳۵ ۔ سردار علی صاحب ،، کشن گڑھ
- ۵۳۶ ۔ ابو الحسن صاحب مدراس
- ۵۳۷ ۔ چراغ الدین صاحب ،، سیالکوٹ
- ۵۳۸ ۔ زینب بی بی ۔ گجرات
- ۵۳۹ ۔ نذیر بیگم ،،
- ۵۴۰ ۔ سلطان قریشی ،،
- ۵۴۱ ۔ فضل الدین صاحب ضلع سیالکوٹ
- ۵۴۲ ۔ چودھری حسین بخش صاحب ،،
- ۵۴۳ ۔ علم الدین صاحب ،،
- ۵۴۴ ۔ بڈھا صاحب ،،
- ۵۴۵ ۔ عبد الغنی صاحب ،، ،،
- ۵۴۶ ۔ حاکم دین صاحب ،،
- ۵۴۷ ۔ گوہر بی بی ،، ،،
- ۵۴۸ ۔ سائیں ،، ،،
- ۵۴۹ ۔ مولا بخش صاحب ،، ،،
- ۵۵۰ ۔ نور محمد صاحب ،، ،،
- ۵۵۱ ۔ شہاب دین صاحب ،، ،،
- ۵۵۲ ۔ فضل بی بی ،، ،،
- ۵۵۳ ۔ گلاب شاہ صاحب ،، ،،
- ۵۵۴ ۔ جلال الدین صاحب ،، ،،
- ۵۵۵ ۔ چراغ الدین صاحب ،، ،،
- ۵۵۶ ۔ عبد المالک صاحب ،، ملتان
- ۵۵۷ ۔ غلام محمود صاحب ،، غازی خان
- ۵۵۸ ۔ احمد صاحب ،، ،،
- ۵۵۹ ۔ محمد عثمان صاحب ،، ،،
- ۵۶۰ ۔ مبارک اللہ صاحب ،، رائے بریلی
- ۵۶۱ ۔ خیر النساء
- ۵۶۲ ۔ چودھری فضل احمد صاحب ،، سیالکوٹ
- ۵۶۳ ۔ چودھری سردار خان صاحب ،، سیالکوٹ
- ۵۶۴ ۔ نذیر احمد صاحب ،، ،،
- ۵۶۵ ۔ نصیر احمد صاحب ،، ،،
- ۵۶۶ ۔ نذیر بیگم ،، ،،
- ۵۶۷ ۔ غلام فاطمہ ،، ،،
- ۵۶۸ ۔ ثناء اللہ صاحب ،، ،،
- ۵۶۹ ۔ یحییٰ احمد صاحب ،، ،،
- ۵۷۰ ۔ منظور بیگم ،، ،،
- ۵۷۱ ۔ محمد بشیر الدین صاحب ،، جہلم
- ۵۷۲ ۔ قدرت اللہ صاحب لاہور
- ۵۷۳ ۔ چراغ بی بی ضلع گجرات
- ۵۷۴ ۔ صغریٰ ۔ ریاست پٹیالہ
- ۵۷۵ ۔ فقیر ضلع گورداسپور
- ۵۷۶ ۔ عالم بی بی ،، ،،
- ۵۷۷ ۔ کرم الٰہی صاحب ،، فیروزپور
- ۵۷۸ ۔ جیو ،، جالندھر
- ۵۷۹ ۔ اہلیہ بابو نور الٰہی صاحب مشہد
- ۵۸۰ ۔ مہتاب بی بی ،، سیالکوٹ
- ۵۸۱ ۔ ڈاکٹر سفیر علی صاحب بوہا
- ۵۸۲ ۔ عبد المجید صاحب ،،
- ۵۸۳ ۔ کریم بی بی ضلع سیالکوٹ
- ۵۸۴ ۔ چودھری رحیم الٰہی صاحب شیخوپورہ
- ۵۸۵ ۔ دختر ،، ،، ،،
- ۵۸۶ ۔ اہلیہ ،، ،، ،،
- ۵۸۷ ۔ والدہ ،، ،، ،،
- ۵۸۸ ۔ لڑکا ،، ،، ،،
- ۵۸۹ ۔ شیخ اللہ دتا صاحب ،، ،،
- ۵۹۰ ۔ مہر الدین صاحب ،، سیالکوٹ
- ۵۹۱ ۔ چراغ بی بی ،، ،،
- ۵۹۲ ۔ محمد بی بی ،، ،،
- ۵۹۳ ۔ محمد خان صاحب ،، ،،
- ۵۹۴ ۔ محمد اعظم صاحب ،، لائلپور
- ۵۹۵ ۔ ریشم بی بی ،، سرگودھا
- ۵۹۶ ۔ عبد اللہ صاحب ۔

۵۹۷۔ چراغ بی بی ضلع لائلپور
۵۹۸۔ اسحٰق پہلوان رنگون
۵۹۹۔ تاج الدین ضلع سیالکوٹ
۶۰۰۔ محمد الدین صاحب "
۶۰۱۔ اہلیہ صاحبہ عبدالرحمٰن سیلون
۶۰۲۔ محمد حسین صاحب جموں
۶۰۳۔ اسمٰعیل ضلع لائل پور
۶۰۴۔ بیگم بی بی ضلع سیالکوٹ
۶۰۵۔ عبدالصمد صاحب دیالگڑھ
۶۰۶۔ امیرالدین صاحب ڈیرہ دون
۶۰۷۔ دین محمد ضلع گورداسپور
۶۰۸۔ عبداللہ راتھر ریاست کشمیر
۶۰۹۔ علی محمد ضلع سیالکوٹ
۶۱۰۔ احمد ریاست کشمیر
۶۱۱۔ غلام رسول صاحب "
۶۱۲۔ اللہ بخش صاحب ضلع جھنگ
۶۱۳۔ امدادی ضلع گورداسپور
۶۱۴۔ رحیم بخش صاحب "
۶۱۵۔ غلام سرور صاحب راولپنڈی
۶۱۶۔ علی محمد صاحب سیدوالہ
۶۱۷۔ سکندر خاں صاحب بمبئی
۶۱۸۔ ڈاکٹر عبدالغنی صاحب کشمیر
۶۱۹۔ محمد اکرم صاحب ضلع گورداسپور
۶۲۰۔ مریم بیگم صاحبہ انمول کوٹلی
۶۲۱۔ ولی محمد صاحب طالب پور
۶۲۲۔ اللہ دا اہلیہ بابو کرم الدین صاحب لدھیانہ
۶۲۳۔ سید محمد شاہ صاحب ضلع ڈیرہ غازیخان
۶۲۴۔ غلام فرید صاحب ہوشیارپور
۶۲۵۔ فیض محمد صاحب کراچی
۶۲۶۔ سراج الدین صاحب ضلع منٹگمری
۶۲۷۔ غلام حیدر صاحب ضلع سیالکوٹ
۶۲۸۔ امۃ اللہ بیگم صاحبہ ضلع "
۶۲۹۔ غلام فاطمہ صاحبہ "
۶۳۰۔ عنایت اللہ صاحب ضلع گورداسپور
۶۳۱۔ ہدایت اللہ صاحب "
۶۳۲۔ اسمٰعیل صاحب "
۶۳۳۔ زینب صاحبہ "
۶۳۴۔ برکت بی بی صاحبہ "
۶۳۵۔ رحمت اللہ صاحب ضلع منٹگمری
۶۳۶۔ فضل الحق صاحب لاہور
۶۳۷۔ دین محمد صاحب نیروبی افریقہ
۶۳۸۔ محمودہ خاتون صاحبہ بھاگلپور
۶۳۹۔ میاں لعل صاحب سرحد
۶۴۰۔ عبدالغنی صاحب اڈیرہ ضلع ملتان
۶۴۱۔ محمد بی بی صاحبہ ضلع گوجرانوالہ
۶۴۲۔ محمد ایوب صاحب ضلع سندھ
۶۴۳۔ غلام حسین صاحب ضلع سرگودھا
۶۴۴۔ شریفہ بیگم صاحبہ کوٹری
۶۴۵۔ خاتون بی بی ضلع فیروزپور
۶۴۶۔ نعیمہ صاحبہ "
۶۴۷۔ غلام حسین صاحب ضلع سرگودھا
۶۴۸۔ نور محمد صاحب ضلع منٹگمری
۶۴۹۔ جیون خاں ضلع سیالکوٹ
۶۵۰۔ غلام حیدر صاحب "
۶۵۱۔ عبدالغنی صاحب ضلع ہزارہ
۶۵۲۔ مرزا ہاشم بیگ صاحب گجرات
۶۵۳۔ حسین بخش صاحب ضلع گوجرانوالہ
۶۵۴۔ اللہ رکھا صاحب "
۶۵۵۔ عبداللہ صاحب "
۶۵۶۔ سید بی بی صاحبہ "
۶۵۷۔ محمد بی بی صاحبہ "
۶۵۸۔ عائشہ بی بی صاحبہ ضلع گجرات
۶۵۹۔ برکت علی صاحب ضلع لدھیانہ
۶۶۰۔ برلیا صاحب "
۶۶۱۔ حبیب اللہ صاحب "
(باقی آئندہ)

مختصر خبریں

—— دریائے سندھ پر بند باندھنے اور اس سے نہریں نکالنے کی سکیم کو وزیر ہند نے منظور کر لیا ہے۔ اور اس کے نفاذ کے لئے حکومت ہند نے احکام جاری کر دئیے ہیں۔ یکم جولائی سے چیف انجنیر کا تقرر ہو گیا ہے

—— میونسپل کمیٹی بمبئی نے یہ قرارداد منظور کی ہے کہ شہر کی سڑکوں پر کوئی مجذوم نہ پایا جائے۔ یا تو مجذوم خانہ میں پہنچا دیا جائے۔ یا اپنے وطن واپس کر دیا جائے

—— علاقہ مدراس کے تعلقہ اودی پور میں بارش سے اس قدر سیلاب آیا ہے۔ کہ تین سو مکان تہ آب ہو چکے ہیں۔ اور دس ہزار آدمی بے خانماں ہو گئے ہیں

—— مہاراجہ صاحب نابھہ کی حمایت میں اکالی مختلف مقامات پر جلسے منعقد کر رہے ہیں۔ اور ہر قسم کی قربانی کرنے کی تیاریوں کی تاکید کر رہے ہیں مہاراجہ صاحب کو ڈیرہ دون پہنچا دیا گیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے حواس درست نہیں رہے۔ اور ریاست کا چارج مسٹر اگلوی سابق ڈپٹی کمشنر شیخوپور کو دیا گیا ہے۔

—— پونا۔ شولاپور۔ ستارا میں ہیضہ زور سے پھیل رہا ہے۔

—— سردار عبدالجبار خاں صاحب ڈائرکٹر جنرل پوسٹ و تار افغانستان ان دنوں ہندوستان میں تار اور ڈاک کے سسٹم کو دیکھنے کے لئے آئے ہوئے ہیں۔

—— لالہ ہنسراج انچارج فتنہ ارتداد کے زہریلے پھوڑے کا اپریشن انہیں بے ہوش کر کے کیا گیا۔

—— کانگریس کی کارکن کمیٹی کے حسب ذیل ممبر مستعفی ہو گئے ہیں۔ ڈاکٹر انصاری۔ سروجنی نیڈو۔ پنڈت جواہر لال۔ مسٹر پرشوتم داس۔ پنڈت سنتانم۔ ڈاکٹر نیڈو۔ مولوی ابوالکلام۔

—— لاہور کے مشہور ڈاکٹر بیلی رام قصور سے واپس آتے ہوئے۔ موٹر کے الٹ جانے پر سر کو چوٹ جانے کی وجہ سے ۱۳ جولائی کو فوت ہو گئے۔

—— اخبار کیسری کا بیان ہے۔ کہ اگر لالہ لاجپت رائے کو گورنمنٹ نے فوراً رہا نہ کر دیا۔ تو وہ موجودہ حالت میں دو ماہ سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکینگے۔

—— اخبار مبلغ دہلی اور وکیل امرتسر پر دہلی کے ایک لالہ صاحب نے ازالہ حیثیت عرفی کا دعوے دائر کیا ہے۔

—— ترنتارن میں اکالیوں اور نام دھاری سکھوں میں فساد ہوا جس میں ۳۰ نام دھاری اور ۱۴ اکالی مجروح ہوئے۔ پولیس کے پہنچ جانے کی وجہ سے فساد جلدی رک گیا۔

—— مہاراجہ صاحب پٹیالہ نے مہاراجہ نابھہ کے متعلق ایک اعلان میں بتایا ہے کہ میرا منشا یہ نہ تھا کہ میں مہاراجہ نابھہ سے انتقام لوں۔ مگر میں حکومت سے مہاراجہ نابھہ کے مظالم سابقہ کے لئے انصاف اور آئندہ کے لئے قابل وثوق کفالت کی درخواست کئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ مہاراجہ نابھہ نے اپنی خوشی سے ریاست کو چھوڑنا گوارا کر کے اپنے آپ کو ان کارروائیوں سے محفوظ کر لیا ہے جو ان کے خلاف دوسری صورت میں کی جاتیں۔ اور اس طرح مصیبت خیز انجام سے بچ گئے۔ میرے خیال میں اپنے تمام مکروہ اور برے افعال کا پردہ فاش ہو جانے کے بعد مہاراجہ نابھہ نے جو روش اختیار کی ہے۔ وہ بہت دانشمندانہ ہے۔

—— ایک بڑی سازش کا جس کا منشا یہ تھا۔ کہ قسطنطنیہ میں بہت بڑے پیمانہ پر آتش زنی اور فساد انگیزی کا ارتکاب کیا جائے۔ سراغ ملا ہے۔ جس میں اکثر گرفتار شدہ یونانی اور ارمنی ہیں۔

—— مہاراجہ صاحب الور امپیریل کانفرنس میں ہندوستان کے والیان ریاست کی نمایندگی کرینگے۔

—— اخبار خلافت بمبئی کے ایڈیٹر کو ۳۰ اپریل کے پرچہ میں ایک مضمون لکھنے کی وجہ سے جو مفسدانہ خیال کیا گیا ہے۔ نوٹس ملا ہے کہ تم سے کیوں نیک چلنی کی ضمانت نہ لی جائے۔

—— امرتسر کے ہندو مسلمانوں کے ایک جھگڑے

میں ۱۰ مسلمان ملزموں میں سے ۷ کو دو دو سال قید سخت کی سزا ہو گئی۔ اور دوسرے مقدمہ میں ۱۴ ہندو ملزمین میں سے ۷ پر فرد جرم لگائی گئی۔

—— اخبار پاؤنیر کا بیان ہے۔ کہ رامنا کا میں ایک مشہور مندر کے بت کو ایک ریٹائرڈ کانسٹبل نے گرا دیا اور پاؤں کی ٹھوکریں ماری تھیں۔ جب اس پر مقدمہ چلایا گیا تو اس نے بیان دیا۔ کہ چونکہ بت نے اس کی دلسوز التجاؤں کی کوئی پرواہ نہیں کی تھی۔ اس لئے وہ اس سزا کا مستحق تھا۔

—— پنجاب لیجسلیٹو کونسل کا اجلاس لاہور میں ۳ اکتوبر ۱۹۲۳ء کو شروع ہوگا۔

—— ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ شہزادہ ویلز جلد جنوبی افریقہ کا دورہ کریں گے۔

—— لندن میں ایک مصری شہزادہ کو جس کی عمر ۲۲ سال کی تھی۔ اور جو ۴۰ ہزار پونڈ سالانہ آمدنی کی جاگیر رکھتا تھا۔ اس کی فرانسیسی بیوی نے گولی مار کر ہلاک کر دیا۔

—— خالصہ کالج امرتسر کے دو سکھ لڑکوں کو چوری کے الزام میں ہمیشہ کے لئے اور ایک کو ایک سال کے لئے کالج سے نکال دیا گیا۔

—— چھاؤنی لاہور میں ایک ہوا باز جو ہوائی جہاز کے ذریعہ پرواز کا تجربہ کر رہا تھا۔ ۱۵۰ فٹ کی بلندی سے گر کر مر گیا۔

—— ایک ہندو سیٹھ جس نے مہاشہ شردھانند کو قبل ازیں بارہ ہزار روپیہ شدھی کے لئے دیا تھا اور ہندو شدھی سبھا بمبئی کو ایک ہزار ماہوار دیتا ہے۔ اس نے مرکزی شدھی سبھا بمبئی کو شدھی اور سنگٹھن کیلئے دو لاکھ روپیہ دیا ہے۔

—— شوالک کے پہاڑ کے دامن سے ایک گاؤں میں بردا کالیوں کا چھاپہ خانہ معہ کل سامان برآمد ہوا ہے۔ جو جتھہ کے اشتہاروں کی طباعت کیلئے استعمال کیا جاتا تھا۔ اب تک اس جتھہ کے ساٹھ آدمی گرفتار ہو چکے ہیں۔

—— خواجہ کمال الدین صاحب معہ لارڈ ہیڈلے یورپ کیلئے لندن سے روانہ ہو چکے ہیں۔ اور اکتوبر میں ہندوستان پہنچینگے۔

(اشتہار)

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

عینک سے نجات

اصل ممیرے کا سرمہ اور ممیرا مصدقہ حضرت مسیح موعودؑ

اور خلیفہ اوّل حکیم نور الدینؓ

یہ سرمہ ککروں کے لئے ابتدائی موتیا بند جالا۔ پھولا۔ پڑبال۔ آنکھوں سے ہر وقت پانی جاری رہتا ہو۔ نظر کمزور ہو۔ ان کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت سرمہ عہ تولہ

ممیرا پانچ روپیہ تولہ۔ ترکیب استعمال صبح شام دو دو سلائیاں آنکھوں میں ڈالی جاویں۔ اگر کسی شخص کو مفید ثابت نہ ہو۔ بشرطیکہ اس نے باقاعدہ پندرہ روز تک متواتر استعمال کیا ہو۔ سرمہ واپس کر دے۔ میں اس کی قیمت واپس کر دوں گا۔ اس کے مجرب ہونے پر چھ شہادتیں علاوہ میرے ذاتی تجربہ کے پیش کرتا ہوں۔

۱

میں نے جناب سید احمد نور صاحب احمدی مہاجر کابل قادیان کا سرمہ آزمایا۔ اور بفضلہ تعالیٰ بہت ہی مفید پایا نیز حضرت والدہ ماجدہ سلمہا اللہ تعالیٰ کی آنکھیں بہت کمزور ہو گئیں۔ اس سرمہ سے ان کو غیر معمولی فائدہ ہوا۔

محمد اسمٰعیل (مولوی فاضل۔ منشی فاضل)

۲

میں نے سرمہ ممیرا بھائی احمد نور مہاجر قادیان سے لیکر دو ہفتہ تک استعمال کیا۔ اب خدا کے فضل سے میں بغیر عینک کے پڑھ لکھ سکتا ہوں۔ نہایت ہی مجرب اور اعلیٰ درجہ کا سرمہ ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر شہادت دیتا ہوں۔ نہایت عمدہ سرمہ ہے۔

اللہ دین احمدی سابق گز ہانگ کانگ توپ خانہ جنگی

۳

میں نے ۱۹۱۱ء میں شہر ملتان میں عینک آنکھوں پر لگوائی تھی۔ اور ۱۹۱۹ء میں جناب احمد نور سے سرمہ درجہ اول لے کر استعمال کیا۔ اور خاکسار نے عینک کو اتار دیا ہے۔ اب عینک کی کوئی ضرورت نہیں۔

خاکسار محمد علی احمدی کلیانپوری ضلع لائلپور ڈاکخانہ گنگوہال ک ۱۱۱

۴

میں نے میاں احمد نور صاحب کابلی سے دو دفعہ سرمہ خریدا۔ جسکو مینے بہت مفید پایا۔ اور دیگر لوگوں نے بھی مجھ سے لیکر کئی جگہ استعمال کیا۔ سب نے اسکی تعریف کی۔ یہ سرمہ بہت عمدہ ہے۔ اور قابل قدر ہے۔

عبد الرؤف ہیڈ کلرک ہائی سکول قادیان سا ح ۔ ۱۵ ۔ ۱

۵

احمد نور صاحب کابلی کا سرمہ ممیرا بارشاد ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب ایک ہفتہ لگایا تھا۔ بحکم خدا اب بالکل آنکھیں اچھی ہیں۔ اور نظر بالکل کامل ہو گئی ہے۔ سو میں اس سرمہ کے مجرب ہونے پر گواہی دیتا ہوں۔

خادم حضرت خلیفہ ثانی شبراتی دربان

۶

میں نے سرمہ ممیرا تیار کردہ بھائی احمد نور صاحب کابلی ثم قادیانی خود استعمال کیا۔ اور نیز اپنے عزیز رشتہ داروں کو بغرض استعمال دیا۔ میں نے اس سرمہ کو مفید پایا نیز آنکھوں میں جلن ہوا کرتی تھی۔ جو خدا تعالیٰ کے فضل سے اس سرمہ کو ایک ہفتہ استعمال کرنے کے بعد دور ہو گئی ہے۔ فقط

فضل کریم اسسٹنٹ اکاؤنٹنٹ جنرل حیدر آباد دکن

سرت سلاجیت

بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ سے استعمال کریں۔ قیمت قسم اول عہ فی تولہ۔ قسم دوم ۸ر فی تولہ

سید احمد نور احمدی مہاجر قادیان ضلع گورداسپور

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا)